International Journal of Islamic Studies & Culture
http://ijisc.com.pk/index.php/IJISC/issue/view/192
ISSN- 2709-3905
PISSN2709-3891
(Volume.4, Issue.1 (2024)
(January-March)

Overview of Tarikh Ferishta

”تاریخ فرشتہ“کا اجمالی جائزہ

عظمیٰ نورین
محسن خالد محسنؔ

uzmanoreengcwus@gmail.comشعبہ اُردو(گورنمنٹ وومن یونیورسٹی،سیالکوٹ)

mohsinkhalid53@gmail.com شعبہ اُردو(گورنمنٹ شاہ حسین ایسوسی ایٹ کالج،لاہور)

Abstract

This paper contains a brief overview of Muhammad Qasim Farishta's popular special and general historical documentary works. In this paper, a brief outline of the literary, political, social, and geographical status and importance of Tarikh Farishta has been presented. Keeping in view the Urdu translation of Mushfiq Khawaja, a context of this work has been identified by connecting it with the author's biography as a context. Also, the author's rules, regulations, and procedures for editing the year-wise history of all the rulers of the subcontinent have also been analyzed. This paper is a preliminary attempt to introduce Muhammad Qasim Farishta as a historian of Urdu literature.

Keywords: Tarikh Ferishta, Mughal Empire, Subcontinent, Ahmadnagar, Lucknow, Delhi, English administration, Deccan, Tamraj, Sultan Mahmud Ghaznavi, Qutbuddin Aibak, Khairul Arifin, Benefits

خلاصہ: یہ مقالہ محمد قاسم فرشتہ کی مقبولِ خاص وعام تاریخی دستاویزی تصنیف کے اجمالی جائزہ پر مشتمل ہے۔اس مقالہ میں تاریخ فرشتہ کی ادبی،سیاسی،سماجی اور جغرافیائی حیثیت واہمیت کا مختصر اخاکہ پیش کیا گیا ہے۔ مشفق خواجہ کے اردو ترجمے کو مدِ نظر رکھتے ہوئے اس تصنیف کا ایک سیاق مصنف کی سوانح سے بطور سیاق متصل کرتے ہوئے اس تصنیف کے ماخذات کی نشاندہی کی گئی ہے۔ نیز مصنف کی برصغیر کے جملہ فرمارواؤں کی سنین وار تاریخ کی تدوین کے اصول وضوابط اور طریقہ کار کا بھی تعارفی تجزیہ کیا گیاہے۔یہ مقالہ محمد قاسم فرشتہ کو بطور مورخ اردو ادب میں متعارف کروانے کی ابتدائی کوشش ہے۔

کلیدی الفاظ:تاریخ فرشتہ، مغل سلطنت، برصغیر،احمد نگر، لکھنو،دہلی،انگریزی عمل داری،دکن، تمراج،سلطان محمود غزنوی،قطب الدین ایبک، خیر العارفین، فوائد الفوائد

”تاریخ فرشتہ“کے مصنف محمد قاسم فرشتہ ۱۵۵۲ء میں ایران کے شمالی شہر استر آباد میں پیدا ہوئے۔آپ پیشہ کے اعتبار سے مصنف اور مؤرخ تھے۔ حسین نظام شاہ اوّل کے دور میں احمد نگر کی نظام شاہی حکومت زوال پذیر ہونے لگی تو وہ بچپن میں ہی اپنے باپ غلام علی ہندو شاہ کے ساتھ بادشاہ وقت ابراہیم عادل شاہ ثانی کے پاس بیجاپور تشریف لے گئے اور "اختیارات قاسمی" کے نام سے ایک طبّی کتاب تحریر کی۔ محمد قاسم فرشتہ مغلیہ سلطنت کے گراں مایہ مؤرخ تھے۔ابراہیم عادل شاہ نے ان کی توجہ "تاریخ دکن" لکھنے کی جانب مبذول کرائی اور بعد ازاں یہی کتاب "تاریخ فرشتہ" کے نام سے موسوم ہوئی۔اس کتاب کا دیگر زبانوں کے ساتھ ساتھ انگریزی زبان میں بھی ترجمہ ہو چکا ہے۔ علاوہ ازیں ”تاریخ فرشتہ“ ہی سے انہیں دائمی شہرت ملی۔ محمد قاسم فرشتہ ۱۶۲۰ء میں راہی ملک عدم ہوئے۔

محمد قاسم فرشتہ کی تخلیق کردہ کتاب ”تاریخ فرشتہ“ کا اردو ترجمہ نامور مصنف مشفق خواجہ نے عمدہ انداز میں کیا۔ مشفق خواجہ نے ۱۹ دسمبر ۱۹۳۵ء میں برطانوی ہندوستان اور موجودہ پاکستان (لاہور) میں جنم لیا۔ان کا اصل نام "خواجہ عبدالحئ" تھا۔انہوں نے کراچی یونی ورسٹی سے ایم اے اردو کا امتحان پاس کیا۔ان کا تعلق علمی ادبی گھرانے سے تھا۔ان کے والد گرامی "خواجہ عبدالوحید" شاعر مشرق علامہ محمد اقبال کے معتمد ساتھی اور کئی تصانیف کے تخلیق کار تھے۔"جامع الغات" کے نام سے اردو کی معروف لغت ان کے چچا خواجہ عبدالمجید کی تالیف تھی۔

مشفق خواجہ ۱۹۵۷ء سے ۱۹۷۳ء تک انجمن ترقی اردو پاکستان سے وابستہ رہے۔ ان کی خوش نصیبی تھی کہ انہیں بابائے اردو مولوی عبدالحق جیسی قد آور شخصیت کی شفقت اور رہنمائی نصیب ہوئی، انہوں نے ایک جوہری کی نظر سے مشفق خواجہ کے جواہر کو پہچان کر ان کی پوشیدہ تحقیقی صلاحیتوں کو نہ صرف تراشا بلکہ صحیح معنوں میں اجاگر کر کے زمانے کی داد و تحسین بھی دلائی۔ وہ ایک عرصے تک انجمن ترقی اردو میں علمی و ادبی شعبے کے منتظم و نگراں بھی رہے۔

مشفق خواجہ بہ حیثیت مدیر ''قومی زبان''اور سہ ماہی ''اردو'' سے وابستہ رہے۔ وہ ایک نامور محقق ہونے کے ساتھ ساتھ ایک بہترین طنز نگار، کالم نویس اور نقاد بھی تھے۔ مشفق خواجہ خامہ بگوش کے قلمی نام سے طنزیہ ادبی کالم لکھتے رہے۔ ''ان کے ادبی کالم اپنے تنوع، برجستگی اور کٹیلے جملوں کی وجہ سے اپنا ایک الگ اور بلند مقام رکھتے ہیں۔''(۱)

ان کی کالم نگاری کے چار مجموعے۔ ''خامہ بگوش کے قلم سے''، ''سخن در سخن''، ''سخن ہائے گسترانہ''اور ''سخن ہائے ناگفتنی'' کے نام سے کتابی شکل میں موجود ہیں۔ علاوہ ازیں تذکرہ ''خوش معرکہ زیبا''، ''غالب اور صفیر بلگرامی''، ''جائزہ مخطوطات اردو'' اور کلیات یگانہ (ترتیب وتدوین) کے ساتھ ساتھ تحقیقی مضامین پہ مشتمل مجموعہ "تحقیق نامہ" ان کا گراں قدر تخلیقی سرمایہ ہے مشفق خواجہ مختلف موضوعات پر پچاس سے زائد فیچر ز ریڈیو کے لیے بھی تحریر کر چکے ہیں۔

مشفق خواجہ کو ان کی ادبی خدمات کے اعتراف میں ۱۹۹۳ء کو حکومت پاکستان نے "صدارتی تمغا برائے حسن کارکردگی" سے نوازا۔ علم وادب کا یہ روشن ستارہ بالآخر ۲۱ فروری، ۲۰۰۵ء کو ہمیشہ کے لیے ڈوب گیا۔ انہیں کراچی کے سوسائٹی قبرستان میں سپردِ خاک کیا گیا۔

''تاریخ فرشتہ'' ہندوستان کی تواریخ کی کتب میں سے ایک مشہور تاریخی کتاب ہے جس کے مصنف و مؤلف محمد قاسم فرشتہ تھے۔ اس کا اردو ترجمہ مشفق خواجہ نے کیا جو چار جلدوں پر مشتمل ہے۔ ''تاریخ فرشتہ کا اجمالی جائزہ مختصراً پیشِ خدمت ہے۔

تاریخ کی یہ کتاب محمد قاسم فرشتہ نے سلطانِ بیجاپور ابراہیم عادل شاہ ثانی کے ایماء پر لکھنی شروع کی۔ اس کا آغاز ہندوستان کی قدیم تاریخ سے ہوتا ہوا ۱۰۱۵ھ مطابق ۱۶۰۶ء میں تاریخی واقعات پر اختتام پذیر ہوتا ہے۔ محمد قاسم فرشتہ نے اوائل میں اِسے "گلشن ابراہیمی" کا نام دیا مگر عوامی حلقوں میں اس کتاب نے "تاریخ فرشتہ" کے نام سے شہرت دوام حاصل کی۔

محمد قاسم فرشتہ نے اِس تاریخ کو رقم کرنے کے لیے ۳۵ کتابوں سے ماخوذ واقعات سے استفادہ کیا۔ اِن میں ۲۵ کتابیں وہی ہیں جو طبقات اکبری کے ماخذات میں شامل ہیں اور اُن کے علاوہ درج ذیل دس کتابوں سے مدد لی گئی۔

- ملحقات طبقات ناصری از شیخ عین الدین بیجاپوری
- تاریخ بناکتی
- سراج التواریخ از ملا محمد لاری
- تاریخ ملا احمد ٹھٹھوی
- حبیب السیر
- تاریخ حاجی محمد قندھاری
- فواید الفوائد
- خیر المجالس
- خیر العارفین

طبقات اکبری از نظام الدین احمد علاوہ ازیں محمد قاسم فرشتہ نے اپنی تصنیف کردہ تاریخ کی کتاب کو ایک مقدمہ، بارہ مقالہ جات اور ایک خاتمہ یعنی ضمیمہ پر تقسیم کیا ہے۔ مقدمہ میں راجگانِ ہنود اور ہندوستان میں ظہورِ اسلام کی متنوع کیفیات پر تاریخ رقم کی گئی ہے۔ اس کتاب میں بیان کردہ مقالات کے عنوانات کی تقسیم و ترتیب کچھ اس طرح کی گئی ہے۔

- مقالہ اول (سلاطین لاہور)، مقالہ دوم (دہلی سلطنت کے سلاطین کا تذکرہ)
- مقالہ سوم (سلاطین دکن کا تذکرہ)، مقالہ چہارم (شاہانِ گجرات کی تاریخ)
- مقالہ پنجم (شاہانِ مالوہ)، مقالہ ششم (سلاطین خاندیس)
- مقالہ ہفتم (سلاطین بنگال اور سلاطین جونپور)، مقالہ ہشتم (سلاطین ملتان)
- مقالہ نہم (سلاطین سندھ)، مقالہ دہم (سلاطین کشمیر)
- مقالہ یازدہم (راجگانِ مالابار اور پرتگیزیوں کا ہندوستان میں ورود اور اُن کا احوال)
- مقالہ دوازدہم (ہندوستان کے مشائخ حضرات کے حالات و سوانح)

اِس تاریخ کو پہلی مرتبہ ۱۸۳۲ء میں ممبئی کے انگریز گورنر لارڈ الفنسٹن نے نہایت اہتمام کے ساتھ دو ضخیم جلدوں میں شائع کروایا۔ بعد ازاں لکھنؤ سے مطبع منشی نول کشور نے بالترتیب ۱۸۶۴، ۱۸۶۵اور ۱۸۸۴ء میں اِس کے متعدد ایڈیشن شائع کیے۔ تاریخ فرشتہ کی اہمیت کا اندازہ اس بات سے لگایا جا سکتا ہے کہ مختلف زبانوں میں اس کتاب کے تراجم بھی ہو چکے ہیں۔چار جلدوں پر مشتمل اس نادر کتاب کا اجمالی جائزہ حسب ذیل ہے۔

"تاریخ فرشتہ" کی جلد اول کا آغاز کتاب میں درج مقدمہ سے ہوتا ہے۔ جس میں مصنف نے اہل ہندوستان کے عقائد اور نسل انسانی کی تقسیم، کوروؤں اور پانڈوں کے حالات زندگی، راجہ کور کی اولاد کا کوروؤں کے نام سے موسوم ہونا اور اسی راجہ کی چھٹی نسل میں پانڈا کی پیدائش اور انہی حالات کے بعد مختلف حکومتوں کا ذکر کیا گیا ہے، جن میں راجہ سورج کی حکومت، کرشن کی حکومت، برہمن حکومت، برہٹ حکومت، جے چند کی حکومت، راجہ فور کی حکومت، راجہ رام دیو اور مال دیو کی حکومت کا بیان ملتا ہے۔

اس کے ساتھ ساتھ ہندوستان میں مسلمانوں کی آمد اور ہندوستان میں سب سے پہلے قدم رکھنے والے مسلمان مہلب بن ابی صفرہ کی معرکہ آرائیوں کو کمال مہارت سے صفحہ قرطاس پر اتارا گیا ہے۔ بعد ازاں مصنف افغان کے دو مشہور بہادر گروہوں لودھی اور سور کی اولادوں کا ذکر بھی بخوبی کرتا ہے۔ مصنف کے مطابق یہ اصل میں قبطی فرعونی ہیں جو فرعون کے دور میں اس کے حامی گروہ میں شامل تھے جو بعد میں ہندوستان میں کوہ سلیمان پر آکر بسے وہ دراصل یہی افغان ہیں۔

مقالہ اوّل کا موضوع تذکرہ سلاطین لاہور ہے جسے سلاطینِ غزنویہ بھی کہا جاتا ہے۔ بعض مؤرخین امیر ناصر الدین سبکتگین کو سلاطین لاہور میں شامل کرتے ہیں۔ اس باب میں امیر ناصر الدین کے ابتدائی حالات اور ان کی معرکہ آرائیوں کے ساتھ ساتھ اپنی موت سے چند روز قبل امیر ناصرالدین سبکتگین کا بیان کردہ موت کا ذکر بھی قلم بند کیا گیا ہے جسے انہوں نے بھیڑیے اور قصاب کی تمثیل کی صورت میں عمدہ اور مفصل انداز میں بیان کیا۔ مؤرخین کے مطابق سبکتگین نے اپنی موت سے ۴روز قبل اس بات کا ذکر کیا تھا اور پھر اپنے خالق حقیقی سے جا ملے۔

سیف الدولہ سلطان نے ناصر کی وفات کے بعد امیر اسماعیل بن امیر ناصر الدین سبکتگین کو حکومت بنانے کے لیے بھیجا گیا لیکن سلطان محمود غزنوی کو یہ طرز عمل پسند نہ آیا۔ انہوں نے اپنے بھائی کو زبانی نصیحت کی کہ وہ اسے بہت عزیز ہے مگر حکومت کے لیے مصلحت اور معاملہ فہمی کی ضرورت ہوتی ہے۔ سلطان محمود غزنوی کی اس بات سے امیر اسماعیل نے اختلاف کیا جس کے باعث دونوں بھائیوں میں جنگ چھڑ گئی۔اس جنگ میں امیر اسماعیل کی فوج نے میدان جنگ سے فرار حاصل کرتے ہوئے غزنی کے قلعہ میں پناہ لے لی۔

وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ دونوں بھائیوں کے مابین معاملات بہتر ہوتے گئے مگر غزنوی کے بارے میں اسماعیل کے تخریبی ارادہ کو بھانپتے ہوئے سلطان محمود غزنوی نے اپنے بھائی کو قلعہ میں بند کر دیا۔

امین الملت یمین الدولہ سلطان محمود غزنوی کے اوصاف کے متعلق قاسم علی فرشتہ نے اپنی رائے کا اظہار کچھ ان الفاظ میں کیا ہے :
"مانا کہ اسے دولت سے محبت تھی مگر اسے بخیل کہنا غلط ہے۔مؤخرین کے مطابق وہ زیادہ خوبصورت نہ تھا مگر سیرت اعلیٰ تھی۔"(۲) معروف مؤرخ زجانی کتاب منہاج السراج میں لکھتے ہیں: " سلطان محمود کی قسمت کا ستارہ اور صاحب ﷺ کے طالع مبارک کا ستارہ ایک ہی تھا۔"(۳)

ISSN- 2709-3905
PISSN2709-3891
(Volume.4, Issue.1 (2024)
(January-March)

مذکورہ باب میں ہندوستان پر حملوں کے ساتھ ساتھ مختلف قلعوں سومنات، مہاون، متھرا اور قلعہ منج کی فتح کا ذکر شامل ہے۔ سومنات اس زمانے میں دریائے عمان کے کنارے پر واقع ایک بہت بڑا شہر تھا جو اپنے عظیم الشان بتوں کی وجہ سے تمام برہمنوں اور غیر مسلموں کے لیے کعبے کی سی حیثیت کا حامل رہا۔ مسلمانوں نے اپنے عظیم اور بہادر سپہ سالار محمود غزنوی کی سرپرستی میں تین دن کی معرکہ آرا جنگ کے بعد سومنات مندر کی فتح اپنے نام کرلی۔

سلطان محمود غزنوی ترکمانی سلجوقیوں سے معرکہ کے بعد قولنج کے مرض میں مبتلا ہوگیا جو بعد میں شدت اختیار کر گیا اور بالآخر ۲۳ ربیع الثانی کو جہان فانی سے کوچ کر گیا۔ اس کی وفات کے روز ابر باراں اس قدر برسا کہ طوفانی بارش کے باعث اس کی میت کی تدفین غزنی کے قصر فیروز میں کر دی گئی۔ امیر محمد بن محمود غزنوی کو سلطان کی وفات کے بعد وصیت کے مطابق باپ کا جانشین منتخب کر لیا گیا۔

امیر محمد کو عالم اسیری میں بصارت سے محروم کر دیا گیا جس کے سبب وہ ۵۰ روز بھی حکومت نہ کر سکا اور مسعود بن محمود غزنوی اس کی وفات کے بعد تخت نشین ہوا۔ سلطان مسعود بن محمود غزنوی سخی اور بہادر حکمران تھا لوگ اسے رستم ثانی کے لقب سے بھی پکارا کرتے تھے۔

تخت نشینی کے ایک سال کے اندر اندر ہی امیر محمد کے بیٹے نے بغیر مشاورت کیے قلعہ میں داخل ہو کر مسعود بن محمود غزنوی کو قتل کر دیا۔ امیر مودود بن امیر مسعود کو امیر بن محمد نے خط بھیجا جس میں اظہار افسوس کیا گیا۔ جس کے جواب میں مسعود کے بیٹے نے انہیں نہایت عاجزانہ دعا دیتے ہوئے کہا: ”آپ کے بیٹے نے ایسے بادشاہ کو قتل کیا ہے جسے امیر المؤمنین نے سیّد الملوک والسلاطین کا لقب دیا تھا۔“(۴)

امیر مودود کی امیر محمد سے بہت خون ریز جنگ ہوئی جس میں مودود نے اپنے والد کے قتل کا بدلہ لے لیا۔ امیر مودود نے نو سال تک حکمرانی کی اور موذی مرض قولنج کے باعث وفات پائی۔ ابو جعفر مسعود بن مودود کو علی بن ربیع نے سازش کے تحت ۴ سال کی عمر میں تخت پر بٹھا دیا۔ سلطان محمود کے امراء نے اس تخت نشینی سے اختلاف رائے کیا جس کی وجہ سے دونوں میں جنگ چھڑ گئی۔ اس جنگ کے پس پردہ اصل مقصد اپنے بیٹے کو تخت نشین بنانا تھا۔ ابو جعفر کی حکمرانی چار دن بھی نہ رہی اور چچا ابوالحسن تخت نشین ہو گیا۔

ابوالحسن علی بن مسعود کے تخت نشین ہونے پر علی بن ربیع نے مختلف علاقوں میں خود مختار حکومتیں قائم کر لیں اور غزنی سے فرار ہو گیا۔ عبدالرشید بن محمود غزنوی نے ابوالحسن کو شکست دی اور خود حکمران بن بیٹھا۔ عبدالرشید نے ایک سال سے بھی کم عرصہ بادشاہت کی اور طغرل کے ہاتھوں قتل ہوا۔

فرخ زاد بن سلطان مسعود بن سلطان محمود غزنوی نے ۶ سال تک غزنی کی باگ ڈور سنبھالی اور پھر وہ بھی قولنج کی بیماری میں مبتلا ہو کر وفات پا گیا۔ اسی باب میں ظہیر الدولہ، سلطان ابراہیم، سلطان قطب الدین ایبک کے حالات اور حکومت کا بیان ملتا ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ سلطان قطب الدین ایبک کی بنائی ہوئی شاندار مسجد کی تاریخ بھی نہائت عمدہ انداز میں بیان کی گئی ہے۔

علاوہ ازیں غیاث الدین تغلق شاہ بن فتح خان، ناصر الدین محمود بن ناصر الدین محمد دونوں بادشاہوں کی تخت نشینی اور دولت خان کی حکومت کا ذکر بھی بر ملا ملتا ہے۔ جلد اول کا اختتام دولت خان کی حکومت پر ہوتا ہے۔

”تاریخ فرشتہ“ کی جلد دوّم ۳۳۸ صفحات پر مشتمل ہے اور اس میں سید خضر خان سے لے کر شاہ ولی اللہ بن سلطان محمود شاہ تک کی تاریخ کو قلم بند کیا گیا ہے۔ خضر خان کے حسب نسب اور عہدے پر روشنی ڈالی گئی ہے۔

خضر خان کا دور حکومت مختصر عرصہ پر محیط رہا۔ ان کے پوتے محمد شاہ بن فرید خاں بن خضر خان کی حکومت قائم ہوئی جنھوں نے سرور الملک کا قتل کر کے اپنی سلطنت سے بغاوت کا خاتمہ کر دیا۔ ابراہیم لودھی بن سلطان سکندر لودھی ہندوستان کی تاریخ کا ایک اہم باب ہے اس سلطان کا رویہ اپنی عوام کے ساتھ اپنے آباؤ اجداد کی روش کے بالکل منافی تھا اس کا کہنا تھا: ”میرا کوئی رشتہ دار نہیں اور اگر بالفرض رشتہ داری ہے بھی تو ہر ایک بادشاہ کا نوکر ہے۔“(۵)

شہزادہ جلال نے اس کے ساتھ بیانگ دہل بغاوت کا اعلان کیا جس کا نتیجہ شہزادہ جلال کے قتل کی صورت میں نکلا۔اس کے بعد مغلیہ سلاطین کے حالات اور تاریخ کا آغاز محمد بابر کی پیدائش سے ہوتا ہے۔ بابر کی تخت نشینی سمرقند سے معرکہ آرائی اور فتوحات تاریخ کا اہم حصہ ہیں۔ بابر کی اولاد میں سے ہمایوں اور جلال الدین نے بڑا نام کمایا۔ مغلوں نے پانچ سو سال ہندوستان پر حکمرانی کا سنہرا تاریخی باب رقم کیا۔

سلطان علاؤالدین بن احمد شاہ کو باپ کی وصیت کے بعد تخت نشین کیا گیا انہیں بہت مشکلات کا سامنا کرنا پڑا۔ بیجانگر کے واقعہ کے بعد احمد شاہ عیش پرست ہوگیا اور پنڈلی پر زخم کی وجہ سے بیمار رہنے لگا۔ علاؤالدین بن احمد شاہ نے باپ دادا کی طرح شراب نوشی اختیار نہیں کی بلکہ عمدگی سے نظام حکومت چلایا اور مساوات قائم کی۔ شاہ ولی اللہ بن سلطان محمود شاہ کو قید کر دیا گیا اور اس کے بعد یوسف عادل کا نواسہ کلیم اللہ تخت نشین ہوا۔ تاریخ فرشتہ کی جلد دوّم کا اختتام کلیم اللہ کی بادشاہت پر ہوتا ہے۔

”تاریخ فرشتہ“ کی جلد سوّم ۳۰۰ صفحات پر مشتمل ہے۔ اس میں مصنف نے عادل شاہی سلطنت سے لے کر بادشاہ برہان شاہ تک کی تاریخ کو بیان کیا ہے۔یوسف عادل شاہ نے حکومتی امور کی انجام دہی کے فرائض عمدگی سے سرانجام دیے۔ انہیں حضرت حضر علیہ السلام کی زیارت بھی نصیب ہوئی اس سلسلے میں کہا جاتا ہے :

”حضرت حضر نے شہزادے سے خواب میں فرمایا کہ اپنے وطن جانے کا خیال نکال دے۔عزیزوں اور دوستوں کی جدائی کا صدمہ برداشت کرو۔ہندوستان میں تمہارا اچھا وقت آئے گا۔“(۶)

تمراج کو شکست دے کر ملوعادل شاہ بن اسماعیل عادل شاہ نے حکومت سنبھالی۔ ملوعادل شاہ شوخ اور رنگین مزاج کا حکمران تھا اس کی بیہودہ حرکتیں کسی بھی صورت بادشاہ کے منصب کو زیب نہیں دیتی تھیں۔یہی وجہ ہے کہ اسے اپنی رعایا کی مخالفت کا سامنا کرنا پڑا۔ مذکورہ جلد میں ابراہیم عادل شاہ ثانی کے دور حکومت کے حالات و واقعات کے ساتھ ساتھ اقتدار کے غرور کا نشہ بھی بیان کیا گیا ہے۔ نظام شاہی کی فوج کے ساتھ جنگ میں تاریخی فتح کو موضوع بنایا گیا ہے۔ یہ ایک بڑا معرکہ تھا جس میں قلعہ شادرک پر نظام شاہی نے قبضہ کر لیا۔

احمد نظام شاہ سے سلاطین نظام شاہی کا آغاز ہوا جس میں قلعہ بٹیر کی فتح نمایاں ہے۔ برہان نظام شاہ بن احمد نظام شاہ بحری کے دور میں عزیز الملک کی بے اعتدالیاں سامنے آئیں ۔ برہان نے قلی قطب شاہ اور اسماعیل عادل شاہ سے مدد کی درخواست کی۔ وہ عالمانہ صحبت رکھتے تھے۔ حسین نظام شاہ بن برہان نظام شاہ نے عبدالقادر کی مخالفت کی اور شولہ پور روانہ ہو گئے۔ مرتضیٰ نظام شاہ بن احمد نظام شاہ نے شیعہ مذہب کے فروغ میں نمایاں کردار ادا کیا۔ اس دوران میں ملکہ کی گرفتاری خاص اہمیت رکھتی ہے۔ عنایت اللہ کا قتل بھی اسی دوران ہوا اور بادشاہ برار روانہ ہو گیا۔

میراں حسین بن مرتضیٰ حسین شاہ کے دور میں مرزا کی اہمیت نمایاں رہی۔احمد شاہ بن شاہ طاہر کے تخت نشین ہونے کے بعد مغلوں پر حملہ کیا گیا جس کی وجہ سے رعایا کو ہجرت کرنا پڑی۔

مرتضیٰ نظام شاہ بن شاہ علی برہان شاہ اوّل کی حکومت میں دو مقتدر امراء راجو دکنی اور امبر کی دشمنی تاریخ میں نمایاں رہی جو صلح کے بعد بھی راجو کی گرفتاری کا سبب بنی۔اس جلد کا اختتام امبر حبشی کی حکومت پر ہوتا ہے۔ مصنف اس حوالے سے لکھتے ہیں: ” جس وقت یہ کتاب لکھی جارہی تھی اس وقت کی موجودہ صورت میں بے تاج بادشاہ امبر حبشی تھا۔“(۷)

”تاریخ فرشتہ“ کی جلد چہارم ۵۱۱ صفحات پر مشتمل ہے۔ جو سلطان قلی سے شروع ہو کر خاندان سہروردیہ ملتان پر اختتام پذیر ہوتی ہے۔ یہ جلد سلاطین تلنگانہ سے شروع ہوتی ہے جس میں سب سے پہلے سلطان قلی کا ذکر ہے ان کے ابتدائی حالات اور تاریخ کو بیان کیا گیا ہے۔

اس حوالے سے اسماعیل عادل شاہ کا حملہ نمایاں حیثیت رکھتا ہے۔ سلطان قلی نے طویل عمر پائی اور عوام بھی ان کے طرز حکومت سے بیزار نہ تھی۔ان کا بیٹا بادشاہت کی امید میں بال سفید کر بیٹھا اور آخر کار تخت و اقتدار کی ہوس میں باپ کو قتل کروادیا۔ مصنف نے لکھا ہے :

"ابراہیم قطب شاہ کے دور میں شاہ خوار نامی ایک شخص نے جو ایران سے آیا تھا۔تاریخ پر ایک بہترین کتاب قلمبند کی جس میں قطب شاہی سلطنت کے تمام واقعات قلم بند تھے۔مورخ فرشتہ زیر نظر تاریخ کی وہ کتاب حاصل نہ کر سکے اس لیے قطب شاہی دور کے تفصیلی حالات لکھنے سے عاجز ہیں اور صرف ان کے اسماء اور مختصر تعارف پر اکتفا کیا ہے"۔(۸)

محولہ بالا جلد میں جمشید قطب شاہ بن سلطان قلی اور ابراہیم قطب شاہ کے کردار اور نیک نامی کا ذکر کیا گیا ہے اس دور میں امبر کا قتل تاریخ کا اہم حصہ ہے۔ سلطان ابراہیم گولکنڈا چلا گیا جہاں عوام نے ان کا پرتپاک استقبال کیا۔ ۹۸۸ھ۔ میں ۳۲ سالہ دور حکومت کے بعد وہ خالق حقیقی سے جا ملے۔

شاہی خاندان کا پہلا بادشاہ علاؤالدین عماد الملک تھا اس نے اپنے دور میں بہت امن کے ساتھ حکومت کی اور وفات کے بعد اس کا بیٹا برہان تخت نشین ہوا۔سلاطین خلجیہ کے دور کا آغاز عماد شاہی کے بعد ہوتا ہے۔ سلطان غیاث الدین بن سلطان محمود خلجی تخت نشین ہوا۔اسے عورتوں میں گہری دلچسپی تھی۔ مصنف لکھتے ہیں:

"مورخ لکھتے ہیں کہ اس بادشاہ نے عورت میں دلچسپی کی وجہ سے کسی کو وکیل، کسی کو دبیر، کسی کو مشرف اور کسی کو خیر دار مقرر کیا۔"(۹)

برہان پور کے فاروقی سلاطین میں ملک سراجہ فاروقی کا نام بہت اہمیت کا حامل ہے ان کے شاہانہ انداز سے لوگ بہت مرعوب تھے۔ دوسروں کے ساتھ نہایت خوش اسلوبی سے پیش آنا اس کا خاص وصف تھا۔

میراں مبارک شاہ بن عادل شاہ فاروقی امراء گجرات کی وجہ سے تخت نشین ہوئے ان کے دور میں پیر محمد نے حملہ کیا۔وفات کے وقت ان کا دور حکومت ۳۲ سالہ تھا۔اپنے بیٹے میراں خان کو جانشین مقرر کیا۔اس حصے میں سلاطین ملتان کی تاریخ رقم کی گئی ہے۔ ملتان میں اسلام کا آغاز محمد بن قاسم کی آمد سے ہوتا ہے اور اس کے بعد سلطان محمود غزنوی تک کی تاریخ کسی کتاب سے نہیں ملتی۔ تاریخ یمینی کے ترجے میں لکھا ہے:

"سلطان محمود نے ملحدوں کو شکست دے کر ملتان پر حملہ کر لیا اور یہ شہر عرصہ تک غزنوی حکومت کا حصہ رہا"(۱۰)

قطب الدین لنگہ تخت نشین ہوئے۔ شیر یوسف اس دور کی ایک اہم شخصیت ہیں۔لنگہ نے ملتان پر سولہ برس حکومت کی ۱۸۶۷ کو انہوں نے وفات پائی۔ سلاطین شرکیہ اور سلاطین پوربیہ کے مکمل حالات بیان کئے گئے ہیں۔ان سلاطین کی تاریخ مؤرخ نے البادی ملاّ احمد نوی کی تالیف کردہ کتاب "تاریخ العنی" سے اخذ کی گئی ہے۔ محمد بختیار خلجی نے بہار پر فتح حاصل کی۔

ان کے دور کا مشہور واقعہ ہاتھی سے ان کی لڑائی ہے۔ سلاطین کشمیر کی تاریخ کے لیے مؤرخ نے مرزا حیدر دوغلات کی کتاب سے استفادہ کیا ہے۔اس میں فطری مناظر کشمیر، حالات، خوبصورتی اور راستوں کے متعلق قلم فرسائی کی گئی ہے۔ شیخ وحیدالدین عثمان المشہور تسیاح پر اس جلد کا اختتام ہوتا ہے۔

مختصر یہ کہ محمد قاسم فرشتہ کی کتاب "تاریخ فرشتہ" (مترجم مشفق خواجہ) ایک عمدہ تاریخ کی کتاب ہے۔ بلاشبہ اس کا اسلوب نہایت سادہ اور عام فہم ہے۔ واقعات میں منظم ربط پایا جاتا ہے جو قاری کی سنجیدہ توجہ کا باعث بنتا ہے۔مصنف نے ہندوستان کی تاریخ کو نہایت عمدگی اور اختصار سے محفوظ کیا ہے جس سے بآسانی استفادہ کیا جا سکتا ہے۔

حوالہ جات

۱۔ خلیق انجم، مشفق خواجہ ایک مطالعہ، (نئی دہلی: ۱۹۸۵ء، جامعہ نگر)، ص ۳۲

۲۔ محمد قاسم فرشتہ، تاریخ فرشتہ جلد اوّل، (لاہور: ۲۰۰۸ء، محمد عادل شاہ پرنٹرز، ۲۰۰۸)، ص ۵۴

۳۔ محمد قاسم فرشتہ، تاریخ فرشتہ، ص ۲۳۱

۴۔ ایضاً، ص ۳۰۵

۵۔ ایضاً، ص ۱۷۸

۶۔ محمد قاسم فرشتہ، تاریخ فرشتہ، جلد سوّم، ص ۳۲۴

International Journal of Islamic Studies & Culture *ISSN- 2709-3905*
http://ijisc.com.pk/index.php/IJISC/issue/view/192 *PISSN2709-3891*
(Volume.4, Issue.1 (2024)
(January-March)

۷۔ ایضاً، ص ۲۷۸

۸۔ محمد قاسم فرشتہ، تاریخ فرشتہ، جلد چہارم، ص ۳۲۵

۹۔ ایضاً، ص ۵۱۲

۱۰۔ ایضاً، ص ۴۳۰

Reference in Roman Script:

Khaleeq Anjum,Mushfiq khwaja aik mutalea, (nai Dehli : 1958), jamea nagar), P32

Mohammad Qasim farishta, tareekh farishta jald awwal, (Lahore: Mohammad adil Shah printers, 2008),P54

Mohammad Qasim farishta, tareekh farishta,P231

ayzan,P305

ayzan,P178

Mohammad Qasim farishta, tareekh farishta, jald soum,p324

ayzan,P278

Mohammad Qasim farishta, tareekh farishta, jald chaharump,325

ayzan,P512

ayzan,P430